تم خوبصورت دائروں میں رہتی ہو

تم خوبصورت دائروں میں رہتی ہو
تمھارے بالوں کو
ایک مدوّر پن
فرض شناسی سے تھامے ہوئے ہے
ایک بیش قیمت زنجیر
تمھاری گردن کی اطاعت کر رہی ہے

کبھی غلط نہ چلنے والی گھڑی
تمھاری کلائی سے پیوست ہے

ایک نازک بیلٹ
تمھاری کمر سے ہم آغوش ہے

تمھارے پیر
ان جوتوں کے تسموں سے گھرے ہیں
جن سے تم ہماری زمین پر چلتی ہو

میں ان چھپے ہوئے دائروں کا ذکر نہیں کروں گا
جو تمھیں تھامے ہوئے ہو سکتے ہیں
انھیں اتنا ہی خوبصورت رہنے دو
جتنے کہ وہ ہیں

میں نے تم پر کبھی
خیالوں میں کپڑے اتارنے کا کھیل نہیں کھیلا
تم خوبصورت دائروں میں رہتی ہو
اور میں مشکل لکیروں میں

میں تمھارے لئے کیا کر سکتا ہوں
سوائے
اپنے منھ میں اس گیند کو لے کر تمھارے پاس آنے کے
جسے تم نے ٹھوکر لگائی

کہیں سے کوئی نقطہ آجائے

کہیں سے کوئی نقطہ ایسا آجائے
جو کسی بھی لفظ پر
نہ لگایا جاسکے
اور وہ نقطہ
علیحدہ
الگ تھلگ
کھڑا رہے
کسی بھی گمان کے سہارے
اس انتظار میں
کہ کوئی ایسا لفظ آجائے
جس پر اسے لگایا جاسکے
یہ بھی ہوسکتا ہے
وہ نقطہ
صدیوں اس لفظ کا
انتظار کرتا رہے
یہ بھی ہوسکتا ہے
صدہا سال گزر جانے کے بعد
یہ سارے لفظ بوسیدہ ہوجائیں
اور گل سڑ کر
تحلیل ہوجائیں
اور کچھ باقی نہ رہے
صرف وہ نقطہ رہ جائے

ایک نظم کہیں سے بھی شروع ہو سکتی ہے

ایک نظم کہیں سے بھی شروع ہو سکتی ہے
جوتوں کی جوڑی سے
یا قبر سے جو بارشوں میں بیٹھ گئی
یا اس پھول سے جو قبر کی پائینتی پر کھلا
ہر ایک کو کہیں نہ کہیں پناہ مل گئی
چیونٹیوں کو جاء نماز کے نیچے
اور لڑکیوں کو میری آواز میں
مردہ بیل کی کھوپڑی میں گلہری نے گھر بنالیا ہے
نظم کا بھی ایک گھر ہو گا
کسی جلاوطن کا دل یا انتظار کرتی ہوئی آنکھیں
ایک پہیّہ ہے جو بنانے والے سے ادھورا رہ گیا ہے
اسے ایک نظم مکمل کر سکتی ہے،
ایک گونجتا ہوا آسمان نظم کے لئے کافی نہیں
لیکن یہ ایک ناشتہ دان میں باآسانی سما سکتی ہے
پھول، آنسو اور گھنٹیاں اس میں پروئی جا سکتی ہیں
اسے اندھیرے میں گایا جاسکتا ہے
تہواروں کی دھوپ میں سکھایا جاسکتا ہے
تم اسے دیکھ سکتی ہو
خالی برتنوں، خالی قمیصوں اور خالی گھواروں میں
تم اسے سن سکتی ہو
ہاتھ گاڑیوں اور جنازوں کے ساتھ چلتے ہوئے
تم اسے چوم سکتی ہو
بندر گاہوں کی بھیڑ میں

تم اسے گوندھ سکتی ہو
پتھر کی ناند میں
تم اسے اگا سکتی ہو
پودینے کی کیاریوں میں
ایک نظم ——
کسی بھی رات سے تاریک نہیں کی جاسکتی
کسی تلوار سے کاٹی نہیں جاسکتی
کسی دیوار میں قید نہیں کی جاسکتی
ایک نظم ——
کہیں بھی ساتھ چھوڑ سکتی ہے
بادل کی طرح
ہوا کی طرح
راستے کی طرح
باپ کے ہاتھ کی طرح ——

تنویر انجم

میں نے
ایک نظم پڑھی ہے
اور آواز کے لیے
اک گیت گایا ہے
میں نے گھپ اندھیرے میں
آنکھیں بند کر کے
گھر کے شیشوں میں
خود کو دیکھا ہے
اور یاد کیا ہے
ایک آدمی کو
جو گھرے سمندر میں
وہ سیپی ڈھونڈنے اُتر گیا
جس میں میں نے اپنا آنسو قید کر کے پھینکا تھا۔

خالی آنکھوں کا مکان

خالی آنکھوں کا مکان مہنگا ہے
مجھے مٹّی کی لکیر بن جانے دو
خدا بہت سے انسان بنانا بھول گیا ہے
میری سنسان آنکھوں میں آہٹ رہنے دو
آگ کا ذائقہ چراغ ہے
اور نیند کا ذائقہ انسان
مجھے پتھروں جتنا کس دو
کہ میری بے زبانی مشہور نہ ہو
میں خدا کی زبان منہ میں رکھے
کبھی پھول بن جاتی ہوں اور کبھی کانٹا
زنجیروں کی رہائی دو
کہ انسان ان سے زیادہ قید ہے
مجھے تنہا مرنا ہے
سو یہ آنکھیں یہ دل
کسی خالی انسان کو دے دینا

سفید قالین

قالینوں کی دکان میں
ایک سفید قالین آیا ہے
اور سب اسے خریدنا چاہتے ہیں
اور سب اس خوف میں مبتلا ہیں
وہ دوسرے قالینوں کی نسبت جلد میلا ہو جائے گا
پہلی سگریٹ کے گرتے ہی وہ داغدار ہو جائے گا
کیچڑ بھرے پاؤں اُسے گرد آلود کر دیں گے
پالتو بلیاں اسے اپنے پنجوں سے اُدھیڑ ڈالیں گی
اور گرم چائے کی پیالی اسے جلا دے گی
کوئی اس کی خوبصورتی سے خوش نہیں
اور سب اس کا رنگ تبدیل کرانا چاہتے ہیں یا چاہتے ہیں
یہ ہمیشہ دکان میں ہی سجا رہے اور اسے کوئی نہ خرید سکے
یا کسی رات قالینوں کی دکان میں آگ لگ جائے
اور سفید قالین جل جائے

سفر اور قید میں اب کی دفعہ کیا ہوا

میں نے ایک ساحل سے ایک سیپی اٹھائی
اور اپنے آنسو کو اس میں بند کر کے
دور گہرے سمندر میں پھینک دیا
میں نے اپنے ہاتھوں پر
اک تیز چھری سے
لمبے سفر کی لکیر بنائی
اور ایسے جوتے خریدے
جو چلتے ہوئے پیروں کو ہمیشہ زخمی رکھتے ہیں-
اب کی دفعہ میں نے گھر بنایا ہے
ایسے شیشوں کا
جن میں صرف اندر کا عکس رہتا ہے
اور ایسی آگ کا
جو ضرورت پڑنے پر خود ہی جل اٹھتی ہے
اور ایسی ہوا کا
جس کے لئے کوئی دروازہ کھولنے کی ضرورت نہیں
اور ایسی چیزوں کا
جو اپنی اپنی جگہ پر فرش سے جڑی ہوئی ہیں
میں نے اپنے موسموں کو چرا لیا ہے
اور گھاس کے میدانوں کو
ریگستانوں کو، آسمانوں کو
میں نے ایک تتلی کو ایک کتاب میں چھپا لیا ہے
اور اک خواب کو آنکھوں میں
اور محبت کو جاننے کے لیے